

## ترکی جدت پرست اور اسلام پسند قیادتوں کا ظہور

نیلوفر گول\*

ترکی میں اس وقت جدت پسند زعماء اور اسلام پسند قیادت کے درمیان طاقت و اقتدار کی کشمکش جاری ہے۔ اس کشمکش کا محک طرزِ زندگی اور عالمی منظر کے بارے میں ان گروہوں کے نقطہ نظر کا اختلاف ہے۔ ترکی کی سیاست میں رواداری اور آزادی اطمینان کے عصر نے اسلامی تحریکوں کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ جدت پسند لادین قیادت کے مقابلہ میں ایک اعلیٰ تعلیم یافت، فنی صارت سے لیں، دانشور قیادت تخلیل دیں۔ یہ اسلام پسند قیادت نے ابھرنے والے سماجی گروہوں یعنی دانشوروں، انجینئرز اور فنی ماہرین پر مشتمل ہے۔ ترکی کی جدید اور سیکور تعلیم کا اس "فلکری سربائے" کی تخلیل اور صورتِ گردی میں نمایاں کردار ہے۔ ترکی میں راجح جموروی نظام بھی اس نئی فلکری قیادت کے ظہور میں معادن بنا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں ملی نظام پارٹی کے قیام کے ساتھ ہی ترکی کی اسلام پسند قوتوں کو سیاسی نظام کا حصہ تشکیل کر لیا گیا تھا۔ آج یہ جماعت رفاه پارٹی کی حیثیت سے بچانی جاتی ہے۔ جو لوائی ۱۹۸۶ء کی مخلوط حکومت میں اسے سب سے طاقتور برسر اقتدار سیاسی گروہ کی حیثیت حاصل تھی۔

ترکی کو مشرق و سطحی کے دیگر ممالک کے مقابلہ میں ایک نمایاں امتیاز یہ حاصل ہے کہ اس میں قیادتوں کی تبدیلی نہیں پر امن طریقے سے اور معروف جموروی طریقہ کار کے مطابق عمل میں آئی ہے۔ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۱ء کے درمیان صدر اوزال کی لبرل حکومت نے کھلی مارکیٹ کی میثمت کے ساتھ ذرائع ابلاغ کی نئی کاری کو بھی مخارف کرایا جس کے نتیجے میں ریڈیو، ٹی وی پر قوی زندگی کے بہت سے سماں پر صحت مند مباحثوں کا آغاز ہوا۔ ان سماں میں مذہب، قوی وحدت، سیکور رازم، جموروی تکمیلت جیسے سماں شامل تھے۔ مصطفیٰ کمال پاشا کی فلکر سے متاثر سیکور طبقے اور اسلام پسند قیادت کے درمیان ترکی میں سماجی اور شاہقی تبدیلی کے عمل کے بارے میں بجٹ وجدل کا سلسلہ جاری ہے جو ایک طرف تو رائے عام کی فلکری تربیت کر رہا ہے اور

\*Nilufer Gole, "Secularism and Islamism in Turkey: The Making of Elites and

(تحفیض: طاہر منصوری)، Middle East Journal 15:1 (Winter 1997), PP. 46\_58

دوسری طرف حکومتی پالیسی کی تشكیل پر بھی اثر انداز ہو رہا ہے۔ بلاشبہ تبادل سیاسی پارٹیوں کا وجود اور آزادی اطمینان، استبدادی نظام کا، بترن سدیاب ہیں۔ زیر نظر مقالے میں درج ذیل مسائل پر فتنگوں کی گئی ہے۔

اولاً" : یہ لادینیت ہی ہے جو سیاسی طور پر غالب و بالادست مصطفیٰ کمال نواز طبقہ کو وجود میں لائے کا باعث ہی ہے۔

ثانیاً" : مسلم ممالک میں لادینیت کے علمبردار عام طور پر آمر و مستبد حکمران رہے ہیں، یہ اس بات کا مظہر ہے کہ جمورویت اور لادینیت میں مقادات کا ٹکڑا اور موجود ہے۔

ثالثاً" : گوکہ احیاء اسلام کی تحریک لادین ریاست کو اپنا اولین دشمن قرار دیتی ہے تاہم یہ امر واقع ہے کہ یہ سیکور ازم ہی ہے جو اسی تحریک کو جنم دینے کا باعث ہا ہے اور اسی نے تحریک کے فعال کردار تشكیل دیے ہیں۔

رابعاً" : اسلام پسند اور لادین عناصر کے درمیان بڑھتے ہوئے عوای مباحثوں نے جمورویت کے خدوخال کو مزید روشن کیا ہے۔ طرز معاشرت، اخمار ذات اور فن و شافت پر ہونے والے ان مکالموں نے جمورویت کو مخلجم کیا ہے۔

### ladainiyat aur jadid qaidatoں ki tashkeel

ترکی لادینیت بنیادی طور پر فرانسیسی لادینیت کے تجربے سے متاثر ہے، جو کلیسا اور ریاست کی تفہیق کے فلسفہ پر قائم ہے۔ تاہم ترکی کی لادینیت کچھ پہلوؤں میں فرانسیسی لادینیت سے مختلف ہے۔ ترکی میں نہیں معاملات ریاست کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔ نہیں ممالک اور کتبہ ہائے گلر کے حوالے سے بھی ریاست غیر جانبدار نہیں بلکہ وہ غیر صدر طور پر سی ملک کو ریاست مذہب قرار دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا موقف ہے جسے علوی کسی طور پر بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں۔

دونوں تجربات میں ایک نمایاں قدر مشترک یہ ایک کیماں احساس ہے کہ مذہب کو عوای دائرے سے باہر ہونا چاہئے۔ لڑکوں کے سر پر اسکارف کا مسئلہ ترکی اور فرانس میں یکماں قوت کے ساتھ ابھرا۔ عورت اور تعلیم دونوں لادینی تجویزوں میں ایک محوری موضوع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مذہب پرست عورتوں کی طرف سے حجاب کے مطالبہ کو دونوں ممالک لادینی نظام تعلیم اور حقوق نسوان کے لیے عجین خطرہ تصور کرتے ہیں۔ ملک و قوم کو لادینیت کے ساتھ میں ڈھالنے

کے لیے دونوں ممالک میں کیسان منجع و اسلوب اختیار کیا گیا۔ لادینیت کے پروگرام کو نافذ کرتے ہوئے جس طرح فرانس میں مذہبی علماتوں اور شناختیات کو سرکاری عمارتوں سے ہٹایا گیا اسی طرح ترکی میں بھی ہر نقش کمن کو مٹایا گیا۔ اسلامی قوانین کو منسوخ کر دیا گیا۔ وزارت اوقاف، مذہبی عدالتیں اور دینی القابات ختم کر دیے گئے۔ ۱۹۲۶ء میں سو ٹکر لینڈ سے درآمدہ سول کوڑہ اسلامی قانون کی جگہ نافذ کیا گیا ۱۹۲۷ء میں ایک دستوری ترمیم کے ذریعہ ترکی کو ایک لادین ریاست قرار دیا گیا۔ ان تبدیلوں کے ساتھ ساتھ قوی تعلیمی پروگرام کی بھی تخلیل نو کی گئی۔ اس کا مقصد لادینیت کے پہلنے پھولنے اور پہنچنے کے لیے سازگار فضا بنانا، قوی ریاست (Nation State) کے تصور کو زہنوں میں رائج کرنا اور ایک لادین وطن پرست قیادت تیار کرنا تھا۔ ریاست کی طرف سے ۱۹۲۸ء میں عربی رسم الخط کو ختم کر کے لاطینی رسم الخط کو اپنانے اور ترکی زبان کو عربی و فارسی کے اثرات سے نکال کر اسے اسکی اصل ٹھکل پر لانے کے عمل نے ترکی کو اس کے دینی مااضی سے کاٹ کر رکھ دیا۔ نئے پروگرام کے تحت ترکی زبان قوی تعلیمی پروگرام کا لازمی حصہ بن گئی جس کے تحت مغربی زبانوں کو چھوڑ کر باقی سب زبانیں ابھی قرار پائیں۔

ترکی کی وطن پرست قیادت درحقیقت اس نئے طرز تحریر اور طریقہ اظہار کی پروردہ تھی۔ یہ لوگ لاطینی رسم الخط میں لکھتے اور خالص ترکی زبان بولتے تھے۔ ان میں سے پیشتر فرانسیسی میں یہ طولی رکھتے تھے جس کی بنا پر انہیں جدید سائنس اور ادب کے مغربی ماقنہ پر دسترس حاصل تھی۔ زبان اور رسم الخط کی تبدیلی سے نیا دانشور طبقہ قدیم مذہبی طبقے کے مقابلے میں سرکار کی نظر میں عزت و وقار اور قدر و نہادت کا مستحق ٹھرا۔ مذہبی عناصر رجحت پسند اور نئی تعلیم سے آراستہ عناصر جدت پسند اور ترقی یافتہ کملائے۔ اس طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں متاز ماہرین تعلیم، صفائی، مصنفوں، نادل نگار اور سیاسی زعامہ شامل تھے۔ مصطفیٰ کمال کی نسبت سے یہ لوگ ترقی یافتہ کمال نواز دانشور کملاتے تھے۔

ترکی میں سیکولر ایڈم کا ایک نمایاں مظاہرہ عورتوں کی آزادی، مردوں کے دوش بدوش کاروبار زندگی میں ان کی فعال شرکت اور گھروں کی چار دیواری سے نکل کر ان کا مختار عالم پر آتا تھا۔ جدت و ترقی کے نئے ایجنسیز کے تحت سرکاری ذرائع ابلاغ عورتوں کو زندگی کے مختلف کرداروں میں پیش کرنے لگے۔ ذرائع ابلاغ میں یہ عورتیں مغربی لباس میں ملبوس ہیم تراشیدہ بالوں کے ساتھ پاکلت، کھلاڑی، انجینئر، ڈاکٹر اور فنکار کے طور پر مردوں کے شانہ بشانہ چلتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اس طرح عورت ترکی میں جدت پسندی کے پروگرام کا ایک منور و سیلہ اظہار بن گئی۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ترکی میں احیائے اسلام کی تحریک میں بھی عورت کا پردہ کی طرف پرستا ہوا میلا اسلامی نشانہ ثانیہ کی ایک نمایاں علامت بن گیا ہے۔

### طرز معاشرت پر اسلام اور لاادینیت میں کشمکش

طرز معاشرت اور جالیاتی انداز کی تبدیلی ترک معاشرے میں نئے معاشرتی اقتیازات جنم دینے کا باعث بنتی۔ اس نے معاشرے کو سماجی جاہ و منزلت کے نئے پیمانے دیے۔ اس کی بنا پر مصطفیٰ کمال کی فکر سے منسوب مغربی طرز معاشرت کی ولادادہ اشرافیہ عزت و توقیر کا محور بنی۔ سماجی مرتبہ و مقام کا فرق اسلام پسندوں اور جدت پسندوں کے درمیان کشمکش کا ایک بہت بڑا سبب بنا ہے۔

ترکی میں تعلیم تک رسائی عام طور پر شروع سے تعلق رکھنے والے متوسط اور بالامتوسط طبقے کی رہی ہے۔ علم و ثقافت کے مرکز سے قرب کی بنا پر دیساتی طبقے کے مقابلے میں انہیں تعلیم کے زیادہ موقع حاصل تھے۔ ان لوگوں نے اعلیٰ تعلیم کے ساتھ مغربی طرز معاشرت میں بھی درستس حاصل کی۔ اس کے نتیجہ میں مقامی روایات سے ان کا تعلق ٹوٹ گیا۔ اس صورت حال کی بنا پر دوستات سے تعلق رکھنے والے دانشوار اور فکری گروہ اس جدت پسند طبقے سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے سے گریزاں ہیں۔ معاشرے کو جدید بنانے کے پروگرام نے جو بیرونی حوالوں پر منی ہے اور جو مقامی ثقافت و روایات سے یکسر متصادم ہے، لادین طبقے کے عوام انساس سے تعلقات کو بیوی شدت کے ساتھ متاثر کیا ہے۔

ترکی کی معاصر اسلامی تحریک نے اس غیر شری دانشور طبقہ پر بھرپور توجہ دی ہے۔ انہیں سیاسی اطمینان کی مختلف جنتوں سے متعارف کرایا ہے۔ اسلامی تحریک لادین مغربی جدیدیت کے مقابلہ میں اسلامی اور ترک شخص کا حوالہ بن گئی ہے۔

اسلام پسند تحریک عورتوں کے حجاب کو ترک معاشرے کو اسلامیانے کے ایجادے کا ایک اہم نکتہ سمجھتی ہے۔ معاشرت کے دیگر مظاہر کے لیے بھی وہ اسلام ہی کو حوالہ بناانا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یونیورسٹی کی طالبات کے سروں پر اسکارف، سرکاری عمارات میں نماز کی جگہیں مخصوص کرنا، اتنیوں کے وسط میں مسجد کی تعمیر، بسوں میں اختلاط مردوں کو ختم کرنا، جنی لڑپر اور ادب پر پابندی، ہوٹلوں میں شراب کے استعمال کی حوصلہ ٹکنی، ان کے پروگرام کا اہم حصہ ہیں۔

## اسلام پرست فکری طبقہ کا ظہور

دنیا میں اسلامی مذاہقی تحریکیں اگرچہ ایک دوسرے سے مختلف یا اسی و ثقافتی ماحول اور تناظر میں کام کر رہی ہیں تاہم ان میں بعض قدموں اور خصوصیات مشترک بھی ہیں۔ ان تحریکوں کے قائدین اور کارکنان تعلیم یافتہ اور دیساں سے شروع میں تعلق ہونے والے افراد ہیں۔ دیہات سے آگر شہر میں پڑھنے والا نوجوان اپنے اسکول اور یونیورسٹی میں معاصر اسلامی مفکرین ابوالاعلیٰ مودودی، سید قطب، علی شریعتی، علی بولاک اور عصمت اوزل کا وہ لزبیج پاتا ہے جس میں اسلامی نظام فکر کو ایک نئے انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ مغربیت اور جدت پسندی کے لیے اس میں کوئی چلک اور نرمی نہیں ملتی۔ معاصر اسلامی تحریکوں کا فکری حوالہ قرآن، سنت اور خلفائے راشدین کی سیرت و عمل ہے۔ یہ ایک طرف مغربیت کے خلاف بر سر پیکار ہیں اور دوسری طرف اسلام کے احیاء کے لیے مصروف عمل ہیں۔

معاصر اسلامی تحریکوں کا مغربیت کے بارے میں تصور انہیوں صدی کے جدت پسند اسلامی عتاقر سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ محمد عبدہ، جمال الدین افغانی، رشید رضا جیسے تجدید پسند مصلحین اسلام کو جدید اور جسموری تدریوں کے مطابق ڈھانکے کے خواہاں تھے جبکہ معاصر انقلابی اسلام پسند عناصر جدت پسندی کے خلاف خخت موقف رکھتے ہیں۔ جدید اسلام پسندی، مسلمان کے ایک ایسے شخص کا نام ہے جو ایک طرف تو اسلام کی روایتی تعمیر کا مخحرف ہے اور دوسری طرف جدت پسندی کے خلاف محاذ آرا ہے۔

## انجینئر اور اسلامی تحریک

ترکی کی اسلام پسند تحریک میں انجینئروں، دانشوروں اور خواتین کا کردار بہت ہی بیانداری اہمیت کا حامل ہے۔ ترکی میں انجینئر ۱۹۵۰ء کی دہائی میں ایک مضبوط پیشہ ور انجمن کے طور پر ابھرے۔ ان کا اس وقت کی سیاسی تحریکوں میں فعال کردار تھا۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں انجینئر اس عدد کی مشہور اشتراکی تحریک کا دست و بازو تھے۔

ترکی کے انجینئر جدت پسند طبقے کے تصور ترقی کے شدید نقاد رہے ہیں، تاہم اسلامی تحریک کے ساتھ بھی اس کے کچھ مسائل رہے ہیں۔ آج کا انجینئر ایک ایسے دورا ہے پر کھدا ہے جمال ایک طرف اسلام پسندی ہے اور دوسری طرف صنعتی ترقی کا راستہ ہے، ایک طرف ایمان و اعتقاد ہے اور دوسری طرف تعلق پسندی ہے۔

## اسلام پسند و انشور ان

۱۹۷۰ء کی دہائی میں ترکی کی علی و شفافی زندگی پر اشراکیت پسند طبقہ کا قبضہ تھا۔ لیکن گزشتہ ۱۵ سال سے اب یہ اسلام پسندوں کے ہاتھ میں ہے۔ اسلامی مطبوعات تیزی سے بچیل رہی ہیں۔ علی و فکری تحریک کے آغاز میں یہد قطب اور علی شرحتی کی کتب کے ترجمے ہوئے۔ بعد میں مقامی اسلام پسند دانشوروں کی تحریریں بھی سامنے آنا شروع ہو گئیں۔ ان میں بولاک اور اوزل کے کام نمایاں ہیں۔ معاصر اسلام پرست دانشور طبقہ قدیم دینی علماء و مفکرین سے کئی پہلوؤں سے متاثر ہے۔ یہ جدید ترکی زبان پر عبور رکھتا ہے۔ مغربی مفکرین اور ان کی تحریروں تک اس کی رسائی ہے، وہ مغربی زبانوں سے واقف رکھتا ہے۔ لادین اور جدت پسند فکری طبقہ سے وہ بر سریکار ہے۔

## خواتین اور اسلامی قیادت

ترکی میں تعلیم یافت اسلام پسند خواتین اسلامی تحریک کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ سیمان آکتس' سیبل ارسلان اور حمید توردوس جیسی دانشور اور پیشہ ورانہ تعلیم سے آرائتے خواتین اسلام پسند عناصر میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ اسلام تحریکوں میں ان خواتین کی شرکت تحریک کے لامحہ عمل پر اثر انداز ہوئی ہے اور اس کے کام کرنے کا انداز تبدیل کرنے کا باعث بھی ہے۔

بپرده خواتین کے ذریعہ اسلامی تحریک عوایی توجہ کا باعث بھی ہے۔ پرده طرز زندگی کی نظریاتی اساس کا مظہر ہے عورت کے ساتھ فکری طور پر وابستہ شرم و حیا اور پاکیزگی کی صفات کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ دونوں جنسوں کے انفعال اور عوایی زندگی میں عورت کی شرکت پر پابندی کی بھی علامت ہے۔ تاہم اسلامی تحریک سے وابستہ ان بپرده خواتین کا گھر کی چار دیواری میں محصور، اطاعت شعار، ان پڑھ گھریلو خواتین سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تعلیم یافتہ نوجوان خواتین سیاسی طور پر انتہائی فعال اور متحرک ہیں اور عوایی اسچی پر کثرت سے دکھائی دیتی ہیں۔ یہ باذوق و خوش لباس خواتین روایتی مسلمان خواتین کے بر عکس باعتماد و جرات مند ہیں اور اپنی منفرد شناخت رکھتی ہیں۔

الختیر یہ تینوں مذکورہ طبقے یعنی انجیز، دانشور اور خواتین، اسلام پرست تحریک کے فعال کارکنان ہیں۔ یہ تینوں لادینی تعلیم، نوشریت اور اسلامائزیشن کی پیداوار ہیں۔ اسلام پسندی اور جدت پسندی کے مقابلہ عناصر نے ان کی تفکیل کی ہے۔ یہ نئی اسلامی قیادت بڑی حد تک روایتی

وطن پرست زعما کا عکس نظر آتی ہے۔ مذکورہ طبقے کی طرح انہوں نے بھی جدید جامعات میں تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ اپنی کی طرح عالی زبانیں جانتے ہیں، معاشرے میں ان کی تدریجی منزلت ان کی علمی و فکری برتری کی مرہون منت ہے۔

موسوعہ فهارس مجلات علمیہ | دینی رشائل و جرائد کا جامع اسٹاریٹ